عمرِ رَفتہ کی چند شیریں یادیں

حضرت مولانا محمد صدّیق دامت برکاتہم شیخ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان سے ایک تحریری مکالمہ

یادگار اَسلاف اُستاذ العلماء حضرت مولانامحمدصدیق صاحب دامت برکاتھم العالیہ آیة الخیر حضرت مولانا خیر محمدصاحب رحمہ اللّٰہ کے شاگردِ رشید اور جامعہ خیرالمدارس ملتان کے شیخ الحدیث ھیں۔آپ اکابرو اَسلاف کی جملہ حسین و دَرخشاں روایا ت کے امین اور علماء دیوبند کے فکروخیال کی سچی تفسیر ھیں۔اندرون وبیرون ملك آپ کے ھزاروں تلامذہ دینی خدمات میں مصروف ھیں۔جامعہ خیرالمدارس 'جالندھر'سے استوار ھونے والا رشتہء مھرووفا آج بھی تروتازہ ھے......اوریہ ایك دوروز کی بات نھیں تقریباً پون صدی کا قصہ ھے۔ماھنامہ "وفاق المدارس" نے آپکی تعلیمی وتدریسی خدمات کے حوالے سے سوالات مرتب کر کے آپ کی خدمت میں بھیجے،جس کے آپ نے کمال شفقت اوربشاشت قلب کے ساتھ جوابات مرحمت فرمائے۔بلا مبالغہ کھا جا سکتا ھے کہ یہ انٹرویو ھمارے ماضی،حال اور مستقبل کا آئینہ ھے،جس کوسامنے رکھ کر ھم اپنے ماضی حال اور مستقبل کاجائزہ لے سکتے ھیں۔

(ماہ نامہ "وفاق المدارس")

☆☆☆

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

سوال:......حضرت والا سے درخواست ہے کہ اپنی پیدائش، آبائی علاقے، خاندانی ماحول کے متعلق کچھ ارشادفرمائیں؟

جواب:......میرا نام محمد صدیق بن حاجی نبی بخش ہے۔میری پیدائش ۱۳۴۵ ہجری بمطابق ۱۹۲۶ء میں ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ایک دیہات چک نمبر ۲۵۱ گ ب اُگی میں ہوئی۔ہم چار بھائی اور دو بہنیں ہیں، بندہ ان سب

سے چھوٹا ہے۔ خاندانی ماحول کاشت کاری کا تھا اسی وجہ سے میرے والد صاحب بھی کاشت کار تھے۔ بندہ نے ۱۳۵۱ ہجری بمطابق ۱۹۳۲ء میں سکول کی تعلیم حاصل کرنا شروع کی اور ۱۳۵۹ ہجری بمطابق ۱۹۴۰ء میں مڈل کا امتحان پاس کیا۔

ہمارے گاؤں کے زمیندار مولانا فتح الدین صاحب (مرحوم) تھے بندہ کے والد محترم جن کی زمین کاشت کرتے تھے۔ انہوں نے والد محترم سے فرمایا کہ اپنے بچے کو دین پڑھاؤ تو والد محترم نے ان کے کہنے پر بندہ کو مولانا عبدالمجید صاحب (مرحوم) جو کہ مظاہر العلوم سہارنپور کے فاضل تھے اور ہمارے گاؤں کی جامع مسجد کے خطیب تھے کے پاس دینی کتابیں پڑھنے کے لئے بھیج دیا۔ بندہ نے ان کے پاس مفید الطالبین، قدوری شریف، ہدایۃ النحو وغیرہ تک کتابیں پڑھیں۔ اس کے بعد ۱۳۶۳ ہجری بمطابق ۱۹۴۴ء میں حضرت مولانا فتح الدین صاحب (مرحوم) اور مولانا عبدالمجید صاحب (مرحوم) نے باہمی مشورہ سے بندہ کو رقعہ دے کر خیر المدارس جالندھر مزید تعلیم کے لئے بھیجا۔ امتحان کے بعد جامعہ خیر المدارس جالندھر میں بندہ کا داخلہ کنز الدقائق، کافیہ اور ترجمہ قرآن مجید کے درجہ میں ہوا۔ پاکستان بننے تک وہیں تعلیم حاصل کی اور پاکستان بننے کے بعد جب جامعہ خیر المدارس جالندھر سے ملتان آ گیا تو مزید دو سال یہاں آ کر جامعہ خیر المدارس ملتان میں ہی اپنی تعلیم مکمل کی۔

سوال:...... آپ نے جامعہ خیر المدارس جالندھر میں تعلیم حاصل کی، اپنے زمانہ طالب علمی کے متعلق بتایئے گا کہ وہ کیسا دور تھا؟ اس دور کے طلبہ کیسے ہوتے تھے؟ اپنے اساتذہ کے بارے میں کچھ معلومات بتایئے؟

جواب:...... جامعہ خیر المدارس جالندھر میں ہمارا طالبعلمی کا دور خالص محنت کا تھا۔ طلبہ ہمہ وقت محنت سے تکرار ومطالعہ میں مشغول رہتے تھے۔ تعداد کم تھی، غیر حاضری کا تصور تک نہ تھا اور نہ ہی آسانی سے رخصت ملتی تھی۔ حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری نور اللہ مرقدہ طلبہ کے لئے رخصت کو ناپسند کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ جمعہ کا دن گھومنے پھرنے کے لئے نہیں ہوتا بلکہ چھ دن کے آموختہ اسباق یاد کرنے کا ہوتا ہے۔ اس دور کے طلبہ نہایت فرمانبردار باادب ہوتے تھے اپنے اساتذہ کی خدمت کو بہت بڑا اعزاز سمجھتے تھے۔ اساتذہ سے سبق پوچھنے میں کوئی رکاوٹ محسوس نہ کرتے تھے۔ اس دور کے اساتذہ کرام طلبہ کو خوب محنت کراتے تھے۔

جامعہ خیر المدارس جالندھر میں بندہ کے اساتذہ کرام:

حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری رحمہ اللہ، حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب رائے پوری رحمہ اللہ، حضرت مولانا مشتاق احمد صاحب ہوشیار پوری رحمہ اللہ۔ حضرت مولانا عبدالجمیل صاحب پشاوری رحمہ اللہ، حضرت مولانا انیس الرحمٰن لدھیانوی رحمہ اللہ، حضرت مولانا محمد شریف صاحب جالندھری رحمہ اللہ

جامعہ خیر المدارس ملتان میں بندہ کے دورہ حدیث شریف کے اساتذہ کرام:

حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری رحمہ اللہ	بخاری شریف
حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب کامل پوری رحمہ اللہ	ترمذی شریف وابوداؤد شریف
حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحب ڈیروی رحمہ اللہ	مسلم شریف
حضرت مولانا عبدالشکور صاحب کامل پوری رحمہ اللہ	نسائی، ابن ماجہ، طحاوی دموطین ۔

بندہ کے تمام اساتذہ اپنی جگہ بہترین استعداد رکھتے تھے، تفہیم میں ماہر تھے، خاص کر حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری اسباق ایسے طریقہ سے پڑھاتے تھے کہ سبق اسی وقت یاد ہو جاتا تھا۔ حضرت مولانا عبدالجمیل صاحب پشاوری مقامات پڑھانے کے دوران ہر ہفتہ عربی کا مضمون لکھواتے اور تربیت فرماتے تھے۔ اساتذہ اس دور میں ایک دوسرے سے استفادہ اور افادہ میں عار نہ سمجھتے تھے۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب رائے پوری تو دوران سبق اگر کوئی بات سمجھ نہ آتی تو بڑے اساتذہ کے پاس کتاب اٹھا کر تشریف لے جاتے تھے۔

حضرت مولانا مشتاق احمد صاحب پوچھنے والے طالبعلم کو خوب مطمئن کرتے تھے۔ اسباق سنتے وقت اگر کوئی طالبعلم سبق نہ سنا سکتا تو فرماتے خرقیو میں تمہیں موتی رول رول کر دیتا ہوں اور تم قدر نہیں کرتے۔ حضرت کا یہ بھی معمول تھا کہ سبق کی تقریر کر کے کسی ایک کو مخاطب کر کے فرماتے کہ بتاؤ میں نے کیا کہا اس سے طالبعلم متیقظ ہو کر سبق پڑھتے۔

جامعہ خیر المدارس جالندھر میں تین سال طالبعلمی کے نہایت سکون اور محنت سے گزارے اس دور میں کوئی تشویش نہ تھی۔ جب تحریک پاکستان شروع ہوئی، ہندو مسلم فسادات پھوٹ پڑے تو طلبہ ہمہ وقت پریشان رہتے سکھوں کے حملہ کے خوف سے راتوں کو جاگ کر پہرہ دیتے تھے اس سال محنت میں کمی آگئی تھی تعلیمی سال کمزوری سے گزارا۔

سوال:...... بانی جامعہ خیر المدارس حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کچھ بتایئے، ان کی شخصی سیرت، تدریسی انفرادیت...... اور مدرسہ کے اہتمام میں ان کی رائے، طریقہ اور عمل کیا ہوتا تھا؟

جواب:...... بانی جامعہ خیر المدارس حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری کی شخصی سیرت:

حضرت کی سیرت کے کامل ہونے کی یہی بڑی دلیل ہے کہ مجدد الملۃ حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ کے خلیفہ اعظم تھے۔ اتباع سنت ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ بدعت سے خود بھی دور رہتے تھے اور فارغ التحصیل طلبہ کو تاکید کرتے کہ بدعت کے ماحول میں جا کر کبھی بدعت میں شریک نہ ہونا۔ حضرت کی زندگی میں خاندان میں کئی اموات ہوئیں لیکن حضرت نے کبھی بھی تعزیت کے لئے آنے والوں کے ساتھ ہاتھ اٹھا کر دعا نہیں کی بلکہ آنے

والوں کوتعزیت کا طریقہ اور مسائل سمجھاتے تھے۔

اہل سنت والجماعت کے مسلک پر بہت مضبوطی سے عمل کرتے اگر کوئی دوست غیر مسلک کی مجالس میں شرکت کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے۔

آپ چلتے تو سنت کے مطابق کانہ ینحط من صبب کا مصداق ہوتے، خوشی کے وقت تبسم فرماتے تو ایسے معلوم ہوتا تھا کہ منہ سے پھول گر رہے ہیں۔ طلبہ میں منکر شرعی پر اشد غضباً کا مصداق ہوتے، جالندھر کے زمانہ میں اپنے ہاتھ سے بھی سزا دیتے تھے۔ مہمان نوازی میں علماء کرام کا بہت احترام فرماتے خود ہاتھ میں کھانا چائے وغیرہ اٹھا کر لاتے اور جلسہ کے ایام میں خود ہر کمرہ میں جا کر مہمانوں کو پوچھتے صرف خدام پر انحصار نہ فرماتے۔ بندہ نے حضرت کے بہت قریب رہ کر وقت گزارا۔ الحمدللہ نہ میں نے کبھی کسی کی غیبت کی اور نہ حضرت نے کبھی کسی کی غیبت سنی آپ کی مجلس غیبت سے پاک ہوتی تھی۔ حضرت میں عاجزی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی حتی الوسع صف اولیٰ کا اہتمام کرتے تھے لیکن کسی مجبوری کے وقت میں مسجد میں جہاں جگہ مل جاتی بیٹھ جاتے اپنے لئے کسی جگہ کو خاص نہ فرماتے اور نہ ہی کسی جگہ پر جانے کو پسند فرماتے۔

جامعہ کے وقف مال کی حفاظت اور نگرانی خود فرماتے۔ ہر سال کتب خانہ کی پڑتال فرماتے۔ مالیات میں بہت احتیاط فرماتے۔ تملیک زکوٰۃ کے لئے روپوں کی تھیلی الگ رکھی تھی جس سے تملیک فرماتے۔ جامعہ کی اشیاء کے استعمال میں بہت احتیاط فرماتے، ذاتی ضرورت کے لئے جامعہ کے ضابطہ کے مطابق سہولیات لیتے۔ ایبٹ آباد کے ہسپتال میں زیر علاج تھے حضرت مولانا محمد شریف صاحب کشمیری مرحوم اور حضرت مفتی محمد عبداللہ صاحب مرحوم نے کچھ رقم برائے علاج حافظ رشید احمد مرحوم کے ہاتھ بھیجی تو لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ ضابطہ کے مطابق میرے لئے ایک ماہ کی تنخواہ سے زائد لینا جائز نہیں ہے۔ ایک عزیز نے ٹھنڈا کولر لگوانے کا مشورہ دیا تو فرمایا دعا کرو اللہ تعالیٰ قبر میں ٹھنڈا کولر لگوا دیں اور مشورہ قبول نہیں فرمایا۔ بیشتر مرتبہ میری کوتاہی پر ناراض ہوئے لیکن جلد ہی ناراضی ختم فرما دیتے، گویا کہ حضرت سریع الغضب سریع الفئی کا عین مصداق تھے۔ سفر میں خادم کے ساتھ گھل مل کر سفر کرتے تا کہ خادم کسی قسم کی اجنبیت محسوس نہ کرے۔

تدریسی انفرادیت:

تدریس میں مضمون مرتب ہوتا، آواز بالکل معتدل ہوتی اتار چڑھاؤ نہ ہوتا، حدیث مبارکہ کا سبق محبت وجذب کا مظہر ہوتا، یہاں تک کہ چہرہ مبارک منور ہو جاتا۔ ایسے بولتے کہ لکھنے والا آسانی سے لکھ لیتا تھا، صرف دورہ حدیث شریف کے سبق میں لکھنے کی اجازت عنایت فرماتے، باقی درجات میں پڑھائی کے وقت سامنے لکھنے سے منع

فرمادیتے کہ اس سے طالبعلم سمجھنے کی طرف متوجہ نہیں رہتا۔ ہم سلم العلوم کے سبق میں کاپیاں کاغذ لے کر گئے تو لکھنے سے منع فرمادیا کہ دھیان سے پڑھ لو، اگر ضرورت سمجھو تو کمرہ میں جاکر لکھ لینا۔ فرماتے اس طرح پڑھاؤ کہ طالب علم سمجھ کر یاد کرے۔ فرماتے کہ استاد کی مثال جورو کی سی ہونی چاہئے کہ پکا پکایا کھانا دیتی ہے، اسی طرح سبق کی تقریر مرتب ہونی چاہئے تاکہ طالبعلم سمجھنے میں الجھن محسوس نہ کرے۔ فرماتے جو استاد سر بلند کر کے طالعلموں سے مخاطب نہیں ہوتا وہ کماحقہ سمجھاتا نہیں۔

مدرسہ کا اہتمام:

اہتمام کے متعلق فرماتے کہ یہ مشکل ترین عمل ہے۔ مدرسہ چلانا گویا لوہے کے چنے چبانا ہے۔ خداداد رعب کی وجہ سے اساتذہ طلبہ ہمہ وقت تعلیم میں مشغول رہتے۔ حضرات اساتذہ کے لئے تعلیم کے علاوہ دوسرے کاموں میں مشغولی ناپسند فرماتے تھے، اسی طرح اساتذہ کے شہریوں سے تعلق کو ناپسند فرماتے تھے۔ حضرتؒ جز وقتی مدرس کے قائل نہ تھے۔ فرمایا مفتی محمد عبداللہ صاحب ڈیروی کی خصوصیت ہے، ان کے والد حضرت تھانویؒ کے شبیہ تھے انہوں نے حضرتؒ سے فرمایا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ میرا بیٹا آپ کے مدرسہ میں بھی پڑھائے، جب کہ حضرت مفتی محمد عبداللہ صاحب ڈیروی مرحوم جامعہ قاسم العلوم میں مدرس تھے، تو ان کی درخواست کو قبول فرمالیا۔ حضرتؒ فرماتے تھے کہ اہتمام وہ ہے کہ جو احتمال کے طور پر واقع ہوسکتا ہو، اس کا انتظام بھی سوچا ہوا ہو۔ اساتذہ کے آپس کے اختلاف کو بہت ناپسند فرماتے نیز اساتذہ کا آپس میں تعریض اور تنقید کرنا حضرت کو بہت ناگوار تھا۔ اساتذہ کا انتخاب بالغ نظری سے کرتے تھے، پھر بھی اگر کوئی بات قابل اصلاح ہوتی تو علیحدگی میں ذکر کرتے۔ اساتذہ کا اکرام ملحوظ رکھتے جس سے استاد اجنبیت محسوس نہ کرتے۔ یہ تأثر نہ ہوتا کہ مہتمم صاحب مجھے نوکر سمجھ رہے ہیں، یہی راز ہے کہ جو جامعہ خیرالمدارس کا استاد بنا پھر تاحیات اس نے جامعہ خیرالمدارس سے وفا کی اور اپنا مدرسہ سمجھ کر مدرسہ کی خدمت کی۔ نیا استاد مقرر فرماتے تو عید سے پہلے طلبہ کو بلا کر ایک آدھ امتحان ضرور لیتے تھے۔ مجھے جب مؤطا امام محمدؒ کی تدریس کا ذمہ دار بنایا تو اسباق کو خادم کے ذریعہ سے سنتے تھے اور میری حوصلہ افزائی بھی فرماتے تھے۔ اساتذہ کے لئے بھی اسباق میں ناغہ کو پسند نہ فرماتے تھے کوئی بیماری یا عذر کی وجہ سے لمبی چھٹی لیتا تو اس کے اسباق خود پڑھاتے یا جس استاد صاحب کا وقت خالی ہوتا اس کی طرف منتقل فرمادیتے۔ چنانچہ صدرالمدرسین حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب کی بیماری کے زمانہ میں ترمذی شریف کا سبق بھی خود شروع کرادیا تھا۔ سفر میں کسی طالبعلم کو ساتھ لیا ہوتا تو فرماتے کہ کتابیں ساتھ لے لینا۔

سوال:......دور طالب علمی کا کوئی خاص واقعہ جو آپ کے لیے ایک یادگار ہو؟

جواب:...... طالبعلمی کے چند یادگار واقعات:

(۱) طالبعلمی کے پہلے سال جلسہ کے موقعہ پر میری ذمہ داری عام مطبخ میں لگی، چنانچہ میں اپنے کام میں مصروفیت کی وجہ سے مطبخ سے باہر ہی نہیں گیا اور نہ ہی مہمانانِ گرامی کی زیارت کر سکا۔ آخری روز میں آٹا سر پر اٹھا کر تندور سے روٹیاں پکوانے جا رہا تھا تو سامنے سے حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ تشریف لا رہے تھے، میرے نگران حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب رائے پوریؒ کو مجھ پر ترس آیا کہ تین روز سے اس نے کسی باہر سے آنے والے عالم کی زیارت نہیں کی، اس لئے ان کا ارادہ ہوا کہ مجھے شاہ جیؒ سے مصافحہ کروائیں ۔چنانچہ انہوں نے آٹے کا برتن مجھ سے لیا اور فرمایا کہ شاہ جی سے مصافحہ کرلو جب میں مصافحہ کرنے لگا تو فرمایا بے چارہ طالبعلم ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ طالبعلموں سے بہت محبت فرماتے تھے چنانچہ شاہ صاحب نے بجائے مصافحہ کے مجھے گلے لگا لیا اور فرمایا طالبعلم اور بے چارہ؟! اللہ تعالیٰ اسے با چارہ کرے...... طالبعلم اور بے چارہ؟! اللہ تعالیٰ اسے با چارہ کرے...... طالبعلم اور بے چارہ اللہ تعالیٰ اسے با چارہ کرے...... تین بار گلے لگا کر جھومے اور مذکورہ دعا دی۔

یہ یادگار واقعہ بہت دفعہ سنایا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بزرگ کی دعا سے مجھے بہت ''با چارہ'' کیا۔

(۲) جامعہ خیر المدارس کے نصاب میں پہلے ترجمہ قرآن مجید داخل نہ تھا حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحبؒ کی کوششوں سے ترجمہ داخل نصاب کیا گیا سورۃ بقرۃ مولانا محمد عبداللہ رائے پوریؒ نے اور باقی مکمل قرآن پاک حضرت الاستاد مولانا خیر محمد صاحبؒ نے دو سال میں پڑھایا۔ گویا مدارس کی تاریخ میں پورے قرآن کا ترجمہ پہلی مرتبہ جامعہ خیر المدارس میں پڑھایا گیا اور اس پر جو خوشی منائی گئی وہ یادگار تھی۔

(۳) پاکستان بننے سے پہلے حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ جالندھر کے قریب شیر بنگے میں مسجد کی بنیاد رکھنے کے لئے تشریف لائے تو حضرتؒ نے سارے جامعہ کو رخصت عنایت فرمائی کہ شاید پھر سرحدیں حائل ہو جائیں اس لئے زیارت کرلو اس موقعہ پر حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ اور حضرت مولانا اعزاز علیؒ کی زیارت ہوئی۔ مسجد کی بنیاد رکھنے کے بعد ایک تانگہ جلسہ گاہ کی طرف جا رہا تھا جس پر حضرت مدنیؒ اور حضرت مولانا اعزاز علیؒ اور حضرت مولانا محمد صادقؒ جو حضرت رائے پوریؒ کے متوسلین میں سے تھے اور حضرت الاستاد مولانا خیر محمد صاحبؒ سوار تھے سارا مجمع تانگہ کی رفتار کے ساتھ ساتھ جلسہ گاہ کی طرف جا رہا تھا جن میں بندہ بھی شامل تھا۔

سوال:...... جامعہ خیر المدارس سے آپ کب سے وابستہ ہیں، اور یہاں آپ کن عہدوں پر فائز رہے؟

جواب:...... جامعہ خیر المدارس سے وابستگی ۱۳۶۳ھجری بمطابق ۱۹۴۴ء میں بطور طالبعلمی ہوئی چار سال جالندھر اور دو سال ملتان میں تعلیم مکمل کی۔ فراغت کے بعد حضرت الاستاد مولانا خیر محمد جالندھری مرحوم نے یہ کہہ کر بلایا کہ آجاؤ طریقہ تعلیم سیکھتے رہنا، مناسب جگہ ملنے پر تجھے بھیج دیا جائے گا۔ ایک سال میں تکمیل کے اسباق پڑھے اور فارسی کے کچھ اسباق بھی پڑھائے اگلے سال یعنی ۱۳۷۰ھجری کو حضرت الاستادؒ کی طرف سے ایک خط موصول ہوا جس میں بندہ کو مستقل مدرس بمشاہرہ ستر روپے مقرر فرمایا۔ اس وقت سے لے کر اب تک بدستور اللہ کے فضل سے مدرس ہوں۔

جامعہ خیر المدارس میں عہدوں پر نہیں بلکہ کن کن خدمات پر مامور رہا......!

طالبعلمی کے زمانہ میں ہمہ قسم خدمات سرانجام دیں۔ جالندھر میں جامعہ کی ضرورت کے لئے کھانا گھروں سے وصول کر کے لانا۔ ریڑھی کے ذریعہ مشین سے آٹا پسوانا، پہرہ داری کرنا۔ باورچی کی رخصت یا بیماری کے موقعہ پر کھانا، سالن کا انتظام کرنا، اسی طرح مطبخ کی ضرورت کے لئے لکڑیاں کاٹ کر ایندھن بھی تیار کیا۔ حتیٰ کہ بیت الخلاء کی صفائی تک کی خدمت بھی سرانجام دی۔ ہمارے استاد عصر کی نماز کے بعد خدمت کے لئے فرماتے کہ کوئی ہے؟ میں فوراً کہتا میں حاضر ہوں پھر انہوں نے ایک موقعہ پر فرمادیا کہ تو تو ہے ہی اب جب آواز دوں تو کوئی اور بولا کرے۔

تدریس کے علاوہ خدمات:

سب سے پہلے تدریس کی خدمت کے علاوہ مطبخ کی خدمت، نگرانی، کھانا تقسیم کرنا ذمہ لگایا گیا۔

(۱) نظام مطبخ (۲) نظام دارالاقامہ (۳) نگران دارالاقامہ (۳) نظام تعلیمات (۴) معین مفتی (۵) ناظم اعلیٰ (۶) صدر مدرس کے فرائض سرانجام دیتا رہا۔

اب بیماری، معذوری اور بڑھاپے کی وجہ سے حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے بندہ کو بخاری شریف کے سبق کے سوا باقی تمام خدمات سے مستثنیٰ قرار دیا ہوا ہے۔ (باقی آئندہ)

☆☆☆